تقریر

تقریر بابت سیرت صحابہ
وقت 5-7 منٹ

حضورؐ! مَیں اللہ اور اُس کا رسولؐ گھر چھوڑ آیا ہوں

(حضرت ابو بکرؓ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32)

کہ تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کُجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 597-598 حاشیہ)

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔

معزز سامعین! آج مجھے اِس محفل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک محبِّ رسولؐ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ''مَیں اللہ اور اُس کا رسولؐ گھر چھوڑ آیا ہوں'' پر روشنی ڈالنی ہے۔ یہ الفاظ معنی خیز اور بہت ہی ذو معنی ہیں اور اپنے اندر نصائح پر مشتمل بہت سے معانی رکھتے ہیں۔ یہ الفاظ ایک مشہور و معروف حدیث سے لئے ہیں جو مختلف راویوں سے قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ تقریباً احادیث کی ہر کتاب میں مختلف عناوین کے تحت بیان ہوئی ہے۔ اکثر محدثین اِسے مسابقت الی الخیر کے تحت لائے ہیں تاہم بعض مناقبِ صحابہ، مناقبِ ابو بکر اور جہاد بالمال کے تحت بھی لائے ہیں۔ روایت یوں ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیں ایک جنگی ضرورت کے لئے خدا کی راہ میں) مال خرچ کرنے کی تحریک فرمائی۔ ان دنوں میرے پاس کافی مال تھا۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا اگر مَیں ابو بکرؓ سے آگے بڑھ سکتا ہوں تو آج موقعہ ہے۔ مَیں اپنا مال لے کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا (عمر! کتنا مال لائے اور) کس قدر بال بچوں کے لئے چھوڑ آئے ہو، مَیں نے عرض کیا حضورؐ! آدھا مال لایا ہوں اور آدھا چھوڑ آیا ہوں۔ اور حضرت ابو بکرؓ جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب لے کر آ گئے۔ حضور علیہ السلام نے ابو بکرؓ سے دریافت فرمایا ابو بکرؓ! اپنے گھر کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا (حضورؐ! جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب لے آیا ہوں اور) بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ (یعنی خدا تعالیٰ پر توکل ہے)۔ (حضرت عمرؓ کہنے لگے یہ سن کر) مَیں نے (اپنے آپ سے کہا) کہ مَیں ابو بکرؓ سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر صدیقؓ 3675)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس واقعہ کا تذکرہ بیان کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

”ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے پوچھا ابو بکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب میں کہا ”اللہ اور اس کا رسول۔“ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عمرؓ! گھر میں کیا چھوڑ آئے؟ تو جواب دیا کہ نصف۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 95)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعودؓ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

”ایک جہاد کے موقع کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ مجھے خیال آیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مجھ سے بڑھ جاتے ہیں۔ آج مَیں ان سے بڑھوں گا۔ یہ خیال کر کے مَیں گھر گیا اور اپنے مال میں سے آدھا مال نکال کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے لے آیا۔ وہ زمانہ اسلام کے لئے انتہائی مصیبت کا دور تھا لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ ابو بکرؓ! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے سخت شرمندگی ہوئی اور مَیں نے سمجھا کہ آج مَیں نے سارا زور لگا کر ابو بکرؓ سے بڑھنا چاہا تھا مگر آج بھی مجھ سے ابو بکرؓ بڑھ گئے۔“

(انوار العلوم جلد 11 صفحہ 577)

سامعین! یہ نہایت خوبصورت اور سبق آموز واقعہ تاریخ اسلام اور سیرتِ صحابہ رسولؐ کا روح رواں ہے۔ سبقت الی خیر العمل پر صحابہؓ کے درمیان مقابلہ اور دوڑ کے بہت سے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن نیکیوں میں آگے بڑھنے کے عنوان پر اگر مضمون لکھنا ہو یا تقریر کرنی ہو یا کسی جگہ صحابہ کی سیرت پر گفتگو ہو تو اِس دلکش واقعہ کو بیان کئے بغیر مضمون، تقریر یا گفتگو کا حق ادا نہیں ہو گا۔ اس پورے واقعہ میں درج ذیل امور مترشّح ہوتے ہیں:

اوّل۔ جنگی ضروریات یا جہاد بالسیف کے لئے مالی قربانی کرنا

دوم۔ حضرت عمرؓ کے پاس وافر مال ہونا اور حضرت ابو بکرؓ سے سبقت الی الخیر کی مبارک خواہش

سوم۔ حضرت عمرؓ کا نصف مال لانا اور حضورؐ کے پوچھنے پر عرض کرنا کہ بال بچوں کے لئے نصف مال چھوڑ آیا ہوں۔

چہارم۔ یارِ غار حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر کا تمام مال و متاع لے آئے۔ گھر بچوں کے کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ کی۔ حضورؐ کے دریافت کرنے پر کہ گھر کے لئے کیا چھوڑا ہے تو جواباً عرض کرنا کہ بال بچوں کے لئے اللہ اور اُس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں۔

پنجم۔ یہ سارا روحانی نظارہ دیکھ کر حضرت عمرؓ کا لمبی سانس لینا اور آہ بھرتے ہوئے اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اِس امر کا اظہار کرنا کہ یہ بُڈھا (پیار سے) شدید خواہش کے باوجود نیکی کے میدان میں مجھے آگے نہیں بڑھنے دیتا۔

سامعین! جیسا کہ آج کی تقریر کے عنوان سے ظاہر ہے کہ مجھے آج بیان کئے گئے اِن پانچ امور میں سے چوتھے نمبر میں درج مضمون پر کچھ کہنا ہے۔ اِس نمبر 4 کے مضمون کو مزید سمجھنے یا آسان پیرائے میں بیان کرنے کے لئے اِس کی مزید تقسیم یوں کی جا سکتی ہے۔

1۔ اسلامی مہمات کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی کرنا

2۔ مالی قربانی کرتے وقت صحابہ رسولؐ و صحابہ مسیح موعودؑ کے معیار کو مد نظر رکھنا

3۔ گھر بچوں کے خورد و نوش کے لئے اللہ پر توکّل کرتے ہوئے انہیں اُس کے سپرد کرنا

4۔ پوچھنے پر یہ جواب دینا کہ مَیں بال بچوں کے لئے گھر میں اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

5۔ اس جواب میں اول توکّل علی اللہ کی خوشبو ملتی ہے اور دوم بچوں میں بھی توکّل کی تعلیم دینی مراد ہے اور سوم اللہ اور محمدؐ کی محبت اولاد میں پیدا کرنی مقصود ہے۔

سامعین! جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ آج میری تقریر کا عنوان ذو معنی اور مختلف مطالب رکھتی ہے۔ ایک طرف حضرت ابو بکرؓ کا اللہ پر توکّل اور اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار ہے۔ اُس کے لئے، اُس کے دین کی خاطر قربانی دینے کا جذبہ موجود ہے اور دوسری طرف آل اولاد کو بھی تیار کر رہے ہیں کہ ہر مشکل حالات میں اللہ پر توکّل کرتے ہوئے اُس کی رضا جوئی کے لئے اگر کچھ وقت بھوکا بھی رہنا پڑے تو گھبرانا نہیں۔ اللہ نیکوں

اور صالحین کی اولاد کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ہمیشہ جہاں اللہ پر توکّل کریں وہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہیں اللہ خود کفیل ہوگا۔ گویا کہ آپؓ اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مال بھی اُسی کی محبت اور اپنے اللہ کے عشق میں لائے اور گھر و اہل خانہ کو بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی محبت کے سپرد کر آئے۔

یہ ایک ایسا عارفانہ فقرہ ہے کہ اِس پر جتنا بھی انسان غور کرے، کم ہے اور نت نئے مضمون بھی کھلتے ہیں اور سبق بھی ملتے ہیں۔ جس گھر میں خدا رہا ہو اور جس گھر میں دنیا کا شفیع اور نجات دہندہ موجود ہو وہ جگہ، وہ مقام اور وہ گھر کتنا مبارک ہوگا اُس پر تو فرشتے بھی عش عش کر رہے ہوں گے۔ اِس لئے ہم میں سے ہر ایک کو ہر وقت اپنی استطاعت سے بڑھ کر مالی قربانی کرنی چاہیے اور حضرت ابو بکرؓ جیسا ایمان اور ایقان پیدا کر کے سمجھیں کہ ہمارے گھروں میں اللہ سکونت پذیر ہے اور محمدؐ رہائش پذیر ہیں۔ بالخصوص آج کے اُخروی دَور میں جب روپے کی ریل پیل بھی بہت ہے اور قرآن و احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں میں پیسے کی محبت بھی بہت بڑھ جائے گی۔ اِن حالات میں جب مالی قربانی کا مطالبہ کیا جائے گا اور حضرت محمدؐ اور آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعودؑ سے محبت کی خاطر مخلصین، اسلام احمدیت کی مالی مدد کریں گے اور یہ سمجھ کر اس یقین کے ساتھ کریں گے کہ مَیں اللہ اور اُس کا رسول اپنے گھر چھوڑ آیا ہوں تو وہ گھرانہ کتنا مبارک ہوگا کہ چودہ سو سال کے بعد اُن کی قربانیوں کے باعث اولین سے وہ ملا دیے جائیں گے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

سامعین! اِسی تقریر کو ایک اور پیرائے اور زاویہ سے آگے بڑھایا جا سکتا ہے کہ اگر مالی قربانی یعنی جہاد بالمال کے ساتھ ساتھ دیگر جانی، وقتی قربانیوں کے مضمون کو اس میں سمویا جائے اور جو شخص بھی اللہ کی عبادت کی خاطر مسجد یا نماز سنٹر میں حاضر ہو گا یہ کہتے ہوئے کہ مَیں اپنے پیشوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے مسجد میں عبادت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں یہ سمجھتے ہوئے اور دُعائیں کرتے ہوئے کہ اے اللہ! تو ہی میرے گھر کی نگہبانی کر اور خود اس گھر کا رکھوالا ہو کیونکہ اِس گھر کے مکین اپنے آقا و مولیٰ جو تمہارا سب سے برگزیدہ بندہ ہے سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس جماعتی خدمات بجالانے والا اور ہر نیک کام کرنے والا اور جماعتی اجلاسات و میٹنگز میں شامل ہونے والا محض اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خاطر ایسا کرے گا تو اللہ لازماً ایسے مقربین کی لاج رکھتے ہوئے حفاظت فرمائے گا۔ کیونکہ ایک مؤمن کا جسم، نفس اور جان اُس کے مال سے کہیں زیادہ قیمتی اور نفیس ہیں۔ اگر وہ اپنی جان، اپنے وقت، عزت اور دولت کے ساتھ حاضر ہو گیا تو وہ اللہ کے مزید قریب ہو گیا اور اللہ اُس کے قریب ہوا۔

سامعین! اس سارے واقعہ بالخصوص آج کی تقریر کے عنوان سے متعلقہ حصہ میں ایک پہلو سبقت الی الخیر ہے۔ اِس کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے۔ صحابہ میں ایک دوسرے سے نیکیوں کے میدان میں آگے بڑھنے کی دوڑ لگی ہوئی تھی۔ کبھی اذان دینے میں مسابقت نظر آئی کبھی پہلی صف میں بیٹھنے کی کوشش میں۔ مَیں یہاں ایک واقعہ اِسی مبارک حواری کا بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

ایک صبح فجر کی نماز کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا۔ آج روزہ کس نے رکھا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی۔ مَیں نے رات ہی نفلی روزہ کی نیت کر لی تھی۔ پھر پوچھا مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ حضرت عمرؓ کہنے لگے صبح کی نماز کے بعد ابھی تو ہم یہیں ہی بیٹھے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی مَیں راستے میں آتا ہوا حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے ان کی بیماری کا حال احوال پوچھ آیا ہوں۔ پھر پوچھا کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پھر وہی بات دہرائی جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ مَیں جب مسجد میں داخل ہوا تو ایک سوالی کو کھڑا دیکھا تو اپنے بیٹے عبد الرحمٰنؓ کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا لے کر اُس سائل کو دے آیا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا اے ابو بکر! تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لمبی سانس لی اور کہا وائے جنت تو مجھ سے دُور ہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا دی۔ اللہ عمر پر رحم کرے اللہ عمر پر رحم کرے جب بھی وہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے ابو بکر اس سے سبقت لے جاتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے لمبی سانس لی اور کہا یہ بڈھا (پیار سے) کسی میدان میں آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ (مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 164 و اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 217)

جب آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ انصاریؓ جو مدینہ کے انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کے کھجوروں کے باغات تھے جن میں سب سے عمدہ باغ "بیرحاء" نامی تھا جو حضرت طلحہؓ کو بہت پسند تھا اور مسجد نبوی کے بالکل سامنے اور قریب تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں کے کنویں کا ٹھنڈا پانی پیا بھی کرتے تھے، جو آپؐ کو بڑا پسند تھا۔ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت ابو طلحہ انصاریؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ باغ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ مَیں اسے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرے میں شامل کرے گا۔ تو صحابہؓ کی مالی قربانیوں کے یہ نمونے ہوتے تھے۔

(بخاری کتاب الاشربۃ باب استعذاب الماء)

سامعین! ہمیں اس زمانہ میں بھی آپؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابیوں میں مثالیں ملتی ہیں جنہوں نے دین کی خاطر اپنا سب کچھ وار دیا۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر تھے اور حضرت امّ ناصر کے والد تھے، ان کے بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قربانی میں اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ اگر یہ کچھ نہ بھی دیں تب بھی ان کے قربانی کے وہ معیار جو پچھلے ہو چکے ہیں بہت اعلیٰ ہیں، وہ ہی کافی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مقصد کے لئے تحریک فرمائی تو انہوں نے (ڈاکٹر صاحب نے) اپنی تنخواہ جو اُس وقت ان کو ملی تھی فوری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پوری کی پوری بھجوا دی۔ اُن کے قریب جو کوئی موجود تھے انہوں نے کہا کہ کچھ اپنے خرچ کرنے کے لئے بھی رکھ لیں، آپ کو بھی ضرورت ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ آج خدا کے مسیح نے دین کی ضرورت کے لئے رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ میری ضرورتیں دینی ضرورتوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ ساری کی ساری رقم جو میرے پاس موجود ہے فوری طور پر بھجوا رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک وہ زمانہ تھا کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے، مالوں کا تو کیا ذکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کُل گھر بار نثار کیا حتّٰی کہ سوئی تک کو بھی اپنے گھر میں نہ رکھا اور ایسا ہی حضرت عمرؓ نے اپنی بساط و انشراح کے موافق اور عثمانؓ نے اپنی طاقت وحیثیت کے موافق، علیٰ ہذا القیاس علیٰ قدر مراتب تمام صحابہ اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دینِ الٰہی پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 40 حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے بنیادی حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے نماز کے حکم کے ساتھ ہی مالی قربانی کے بارے میں بھی فرما دیا جیسا کہ فرمایا وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ (البقرۃ:4) نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے، جہاں اس کی عبادت کرنا ضروری ہے وہاں اس کی راہ میں اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہی چیز ہے جس سے تزکیہ نفس بھی ہوتا ہے۔ مال سے محبت کم ہوتی ہے اور ایک مومن اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی وقتاً فوقتاً قومی ضرورت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحریک فرماتے تھے۔ اور صحابہؓ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے تھے۔ کیا مرد اور کیا عورتیں سب اپنے مال قربان کرتے تھے۔"

(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2005ء)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(کمپوزڈ:منہاس محمود۔جرمنی)

۞۞۞۞